

ویکیپیڈیا
آزاد دائرۃ المعارف

حسن بن علی عسکری

https://ur.wikipedia.org/s/t2

حسن ابن علی ابن محمد (عربی: الحَسَن بْن عَلِيّ بْن مُحَمَّد، تقریباً 846 – 874)، جو حسن العسکری (عربی: الحَسَن ٱلْعَسْكَرِيّ) کے نام سے مشہور ہیں، اسلامی نبی محمد(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نسل سے تھے۔ انھیں بارہ اماموں میں سے گیارھواں امام مانا جاتا ہے، جو اپنے والد امام علی نقی کے بعد امام بنے۔ امام حسن عسکری(علیہ السلام) 844 میں مدینہ میں پیدا ہوئے اور 848 میں اپنے والد کے ساتھ سامرا کے فوجی شہر میں لائے گئے، جہاں عباسی خلیفہ نے انھیں ان کی موت تک قریبی نگرانی میں رکھا، حالانکہ وہ دونوں سیاسی طور پر فعال نہیں تھے۔ امام نقی(علیہ السلام) کی موت کے بعد 868 میں، ان کے شیعہ پیروکاروں کی اکثریت نے ان کے بیٹے عسکری کو اپنا اگلا امام تسلیم کیا۔ خلیفہ نے عسکری کے شیعہ آبادی کے ساتھ رابطے کو محدود کر دیا اور اس کی بجائے انھوں نے اپنے پیروکاروں سے نمائندوں کے نیٹ ورک کے ذریعے رابطہ کیا۔ وہ 873–874 میں تقریباً اٹھائیس سال کی عمر میں سامرا میں وفات پا گئے اور اپنے والد کے ساتھ خاندانی گھر میں دفن ہوئے، جو بعد میں روضہ امام حسن عسکری(علیہ السلام) میں تبدیل ہو گیا، جو شیعہ زیارت کا ایک اہم مرکز ہے۔ شیعہ ذرائع عام طور پر عباسیوں کو عسکری اور ان کے والد کی موت کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔ قرآن کی ایک مشہور ابتدائی شیعہ تفسیر امام حسین عسکری سے منسوب ہے۔

حسن عسکری کے انتقال کے بعد امام مہدی(علیہ السلام) امام بنے مگر کچھ لوگ کے علاوہ کسی کو یہ بات پتا نہیں تھی جس کی وجہ سے شیعہ برادری میں وسیع پیمانے پر الجھن پیدا ہوئی اور یہ کئی فرقوں میں بٹ گئی، جن میں سے چند دہائیوں کے اندر سب ختم ہو گئے سوائے 12 امامی شیعہ کے۔ 12 امامی شیعوں کا ماننا ہے کہ امام عسکری کا ایک بیٹا تھا، جو عام طور پر محمد مہدی (یعنی 'صحیح طور پر ہدایت یافتہ') کے نام سے جانا جاتا ہے، جنھیں عباسیوں کے ظلم و ستم کے خوف سے عوام سے چھپایا گیا تھا۔ امام مہدی(علیہ السلام) نے اپنے والد کی وفات کے بعد امامت سنبھالی اور غیبت میں چلے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی زندگی معجزانہ طور پر اس دن تک طویل ہو گئی ہے جب وہ خدا کے حکم سے دوبارہ ظاہر ہوں گے اور زمین کو انصاف سے بھر دیں گے۔ غیبت میں ہونے کے باوجود، امام 12 امامی عقیدے میں انسانیت کی روحانی رہنمائی کے ذمہ دار رہتے ہیں اور ان کے نیک لوگوں کے ساتھ کبھی کبھار ملاقاتوں کے شیعہ واقعات بہت زیادہ اور مقبول ہیں۔

حسن بن علی عسکری

(عربی میں: أبو محمد الحَسَن بْن عَلِيٍّ الزكي العسكري)



معلومات شخصیت

پیدائش	3 دسمبر 845ء مدینہ منورہ
وفات	1 جنوری 874ء (29 سال) سامراء
وجہ وفات	زہر
مدفن	العسکری مسجد
قاتل	المعتمد علی اللہ
شہریت	دولت عباسیہ
زوجہ	نرجس خاتون
اولاد	محمد بن حسن مہدی ، سید علی اکبر بن حسن
والد	علی نقی
بہن/بھائی	سبع دجیل ، جعفر بن علی ہادی

عملی زندگی

استاد	علی نقی

ولادت

آپ کی ولادت بروز جمعہ 10 ربیع الثانی 232ھ مطابق 3 دسمبر 846ء کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔[1][2][3][4][5]

نشو و نما اور تربیت

بچپن کے گیارہ سال تقریباً اپنے والد بزرگوار کے ساتھ وطن میں رہے جس کے لیے کہا جا سکتا ہے کہ زمانہ اطمینان سے گذرا۔ اس کے بعد امام علی نقی علیہ السّلام کو سفر عراق درپیش ہو گیا اور تمام متعلقین کے ساتھ ساتھ امام حسن عسکری علیہ السّلام اسی کم سنی کے عالم میں سفر کی زحمتوں کو اٹھا کر سامرا پہنچے۔ یہاں کبھی قید کبھی آزادی , مختلف دور سے گذرنا پڑا مگر ہر حال میں آپ اپنے بزرگ مرتبہ باپ کے ساتھ ہی رہے۔ اس طرح باطنی اور ظاہری طور پر ہر حیثیت سے آپ علیہ السّلام کو اپنے والد بزرگوار کی تربیت و تعلیم سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کا موقع مل سکا۔

پیشہ	امام ، الٰہیات دان ، انٹر پریٹر
پیشہ ورانہ زبان	عربی
شعبۂ عمل	تفسیر قرآن
کارہائے نمایاں	تفسیر امام عسکری

درستی (https://ur.wikipedia.org/w/index.php?title=%D8%AD%D8%B3%D9%86_%D8%A8%D9%86_%D8%B9%D9%84%DB%8C_%D8%B9%D8%B3%DA%A9%D8%B1%DB%8C&action=edit&section=0) - ترمیم (https://ur.wikipedia.org/w/index.php?title=%D8%AD%D8%B3%D9%86_%D8%A8%D9%86_%D8%B9%D9%84%DB%8C_%D8%B9%D8%B3%DA%A9%D8%B1%DB%8C&veaction=edit)

زمانہ امامت

254ھجری میں آپ کی عمر بائیس برس کی تھی جب آپ کے والد بزرگوار حضرت امام علی نقی علیہ السّلام کی وفات ہوئی حضرت علیہ السّلام نے اپنی وفات سے چار مہینہ قبل آپ کے متعلق اپنے وصی وجانشین ہونے کااظہار فر ما کر ا پنے اصحاب کی گواہیاں لے لی تھیں۔ اب امامت کی ذمہ داریاں امام حسن عسکری علیہ السّلام کے متعلق جنھیں آپ باوجود شدیدمشکلات اور سخت ترین ماحول کے ادا فرماتے رہے۔

سلاطین وقت اوران کا رویہ

جیسا کہ ا س سے پہلے ضمناً بیان ہوا امام حسن عسکری علیہ السّلام کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ ان تمام تکالیف اور مصائب میں بھی شریک رہے جو آپ کے والد بزرگوار کو حراست اور نظر بندی کے ذیل میں بھی متعدد بار برداشت کرنا پڑے۔ ا س کے بعد جب آپ کا دور ءامامت شروع ہوا ہے تو سلطنت بنی عباس کے تخت پر معتز باللہ عباسی کا قیام تھا۔ معتز کی معزولی کے بعد مہدی کی سلطنت ہوئی۔ گیارہ مہینے چند روز حکومت کرنے کے بعد اس کا خاتمہ ہوا اور معتمد کی حکومت قائم ہوئی ، ان میں سے کوئی ایک بادشاہ بھی ایسا نہ تھا جس کے زمانہ میں امام حسن عسکری علیہ السّلام کو ارام وسکون ملتا , باوجود یہ کہ اس وقت بنی عباس بڑی سخت الجھنوں او رپیچیدگیوں میں گرفتار تھی مگر ان تمام سیاسی مسائل اور مشکلات کے ساتھ ہر حکومت نے امام حسن عسکری علیہ السّلام کو قید وبند میں رکھنا سب سے زیادہ ضروری سمجھا۔ اس کا خاص سبب رسول خدا کی یہ حدیث تھی کہ میرے بعد بارہ جانشین ہو ں گے اور ان میں سے اخری مہدی اخر الزمان اور قائمِ الِ محمد ہوگا۔ یہ حدیث برابر متواتر طریقہ سے عالم ءاسلام میں گردش کرتی رہی تھی۔[6][7]

خلفائے بنی عباس خوب جانتے تھے کہ سلسلہ الِ محمد کے وہ افراد جو رسول کی صحیح جانشینی کے مصداق ہو سکتے ہیں وہ یہی افراد ہیں جن میں سے گیارہویں ہستی امام حسن عسکری علیہ السّلام کی ہے اس لیے انھی کا فرزند وہ ہو سکتا ہے جس کے بارے میں رسول کی پشین گوئی صحیح قرارپاسکے۔ لہٰذا کوشش یہ تھی کہ ان کی زنگی کادنیا سے خاتمہ ہو جائے اس طرح کہ ان کا کوئی جانشین دنیا میں موجود نہ ہو۔ یہ سبب تھاکہ امام حسن عسکری علیہ السّلام کے لیے اس نظر بندی پر اکتفا نہیں کی گئ جو امام علی نقی علیہ السّلام کے لیے ضروری سمجھی گئی تھی بلکہ آپ کے لیے اپنے گھربار سے الگ قید تنہائی کو ضروری سمجھا گیا۔ یہ اور بات ہے کہ قدرتی انتظام کے تحت درمیان میں انقلاب سلطنت کے وقفے آپ کی قید مسلسل کے بیچ میں قہری رہائی کے سامان پیدا کرد یتے تھے مگر پھر بھی جو بادشاہ تخت سلطنت پر بیٹھتا تھا وہ اپنے پیش رو کے نظریہ کے مطابق آپ کو دوبارہ قید کرنے پر تیار ہوجاتا تھا۔ اس طرح آپ کی مختصر زنگی جو دور ء امامت کے بعد اس کا بیشتر حصہ قید وبند ہی میں گذرا۔ اس قید کی سختی معتمد کے زمانے میں بہت بڑھ گئی تھی , اگر چہ وہ قتل دیگر سلاطین کے آپ کے مرتبہ اور حقانیت سے خوب واقف تھاچنانچہ جب قحط کے موقع پر ایک مسیحی راہب کے دعوے کے ساتھ پانی برسانے کی وجہ سے مسلمانوں میں ارتداد کا فتنہ برپا ہوا اور لوگ عیسائت کی طرف دوڑنے لگے تو مسلمانوں کو گمراہی سے بچانے کے لیے وہ امام حسن عسکری علیہ السّلام ہی تھے جو قید خانے سے باہر لائے گئے ،آپ نے مسلمانوں کے شکوک کو دور کرکے انھیں اسلام کے جادہ پر قائم رکھا۔ اس واقعہ کااثر اتنا ہوا کہ اب معتمد کوآپ کے پھر اسی کو قید خانے میں واپس کرنے میں خجالت دامنگیر ہوئی۔ اس لیے آپ کی قید کوآپ کے گھر میں نظر بندی کے ساتھ تبدیل کر دیا گیا مگر آزادی پھر بھی نصیب نہ ہو سکی۔

سفرائی کا تقرر

ائمہ اہل بیت جس حال میں بھی ہوں ہمیشہ کسی نہ کسی صورت سے امامت کے فرائض کو انجام د یتے رہتے تھے۔ امام حسن عسکری علیہ السّلام پر اتنی شدید پابندیاں عائد تھیں کہ علوم ءاہل بیت علیہ السّلام کے طلبگاروں اور شریعت ء جعفری کے مسائل دریافت کرنے والوں کاآپ تک پہنچنا کسی صورت ممکن نہیں تھا۔ اس لیے حضرت علیہ السّلام نے اپنے زمانہ میں یہ انتظام کیا کہ ایسے افراد جو امانت ودیانت نیزعلمی و فقہی بصیرت کے اس درجہ حامل تھے کہ امام علیہ السّلام کے محل اعتماد ہوسکیں انھیں اپنی جانب سے آپ نے نائب مقرر کر دیا تھا۔ یہ حضرات جہاں تک کہ خود اپنے واقفیت کے حدود میں دیکھتے تھے اس حدتک مسائل خود ہی بتاد یتے تھے اور وہ اہم مسائل جوان کی دسترس سے باہر ہوتے تھے انھیں اپنے پاس محفوظ رکھتے تھے او ر کسی مناسب موقع پر امام علیہ السّلام کی خدمت میں رسائی حاصل کرکے ان کو حل کرالیتے تھے کیونکہ ایک شخص کا کبھی کبھی امام علیہ السّلام سے ملاقات کو اجانا حکومت کے لیے اتنا ناقابل برداشت نہیں ہو سکتا تھا جتنا کہ عوام کی جماعتوں کو مختلف اوقات میں حضرت علیہ السّلام تک پہنچنا۔ انھی سفراء کے ذریعے سے ایک اہم خدمت بھی انجام پائی جاتی تھی۔ وہ یہ کہ خمس جو حکومت ءالٰہیہ کے نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اس نظام ءحکومت کو تسلیم کرنے والے ہمیشہ ائمہ معصومین علیہ السّلام کی خدمت میں پہنچاتے رہے او ران بزرگوں کی نگرانی میں وہ ہمیشہ دینی امور کے انصرام اور سادات کی تنظیم وپرورش میں صرف ہوتا رہا اب وہ راز دارانہ طریقہ پر انھی نائبوں کے پاس اتا تھا اور یہ امام علیہ السّلام سے ہدایت حاصل کرکے انھیں ضروری مصارف میں صرف کرتے تھے یہ افراد اس حیثیت میں بڑے سخت امتحان کی منزل میں تھے کہ ان کو ہ وقت سلطنت وقت کے جاسوں کی سراغرسانی کا اندیشہ رہتا تھا۔ اسی لیے عثمانرض بن سعید اور ان کے بیٹے ابو جعفر محمدرض بن عثمان نے جو امام حسن عسکری علیہ السّلام کے ممتاز نائب تھے ا ور عین دارلسلطنت بغداد میں مقیم تھے اپنے اس متعلقہ افراد کی امدورفت کو حق بجانب قرار د ینے کے لیے ایک بڑی دکان روغنیات کی کھول رکھی تھی۔ اس طرح حکومت جو رکے شدید شکنجہ ظلم کے اندر بھی حکومتِ الٰہیہ کا ائینی نظام چل رہا تھا اور حکومت کا کچھ بس نہ چلتا تھا۔

اخلاق و اوصاف

آپ اسی سلسلہ عصمت کی ایک لڑی تھے جس کا ہر حلقہ انسانی کمالات کے جواہر سے مرصع تھا , علم وحلم , عفو وکرم , سخاو ت وایثار سبھی اوصاف بے مثال تھے۔ عبادت کا یہ عالم تھا کہ ا س زمانے میں بھی کہ جب آپ سخت قید میں تھے معتمد نے جس سے آپ کے متعلق دریافت کیا یہی معلوم ہوا کہ آپ دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر نمازیں پڑھتے ہیں اور سوائے ذکر الٰہی کے کسی سے کوئی کلام نہیں فرماتے , اگرچہ آپ کو اپنے گھر پر آزادی کے سانس لینے کا موقع بہت کم ملا۔ پھر بھی جتنے عرصہ تک قیام رہا اور دور دراز سے لوگ آپ کے فیض و عطا کے تذکرے سن کر اتے تھے اور بامراد واپس جاتے تھے۔ آپ کے اخلاق واوصاف کی عظمت کا عوام وخواص سبھی کے دلوں پر سکہ قائم تھا۔ چنانچہ جب احمد بن عبد اللہ بن خاقان کے سامنے جو خلیفہ عباسی کی طرف سے شہر قم کے اوقات وصدقات کے شعبہ کا افسر اعلیٰ تھا سادات علوی کاتذکرہ آگیا تو وہ کہنے لگا کہ مجھے کوئی حسن علیہ السّلام عسکری سے زیادہ مرتبہ اور علم دورع , زہدو عبادت ،وقار وہیبت , حیاوعفت , شرف وعزت اور قدرومنزلت میں ممتاز اور نمایاں نہں معلوم ہوا۔ اس وقت جب امام علیہ السّلام علی نقی علیہ السّلام کا انتقال ہوا اور لوگ تجہیز وتکفین میں مشغول تھے تو بعض گھر کے ملازمین نے اثاث اللبیت وغیرہ میں سے کچھ چیزیں غائب کر دیں اور انھیں خبر تک نہ تھی کہ امام علیہ السّلام کو اس کی اطلاع ہو جائے گی۔ جب تجہیز اور تکفین وغیرہ سے فراغت ہوئی تو آپ نے ان نوکروں کو بلایا اور فرمایا کہ جو کچھ پوچھتا ہوں اگر تم مجھ سے سچ سچ بیان کرو گے تو میں تمھیں معاف کردوں گا اور سزا نہ دوں گا لیکن اگر غلط بیانی سے کام لیا تو پھر میں تمھارے پاس سے سب چیزیں بر امد بھی کرالوں گا اور سزا بھی دوں گا۔ اس کے بعد آپ نے ہر ایک سے ان اشیا ء کے متعلق جو اس کے پا س تھیں دریافت کیا اور جب انھوں نے سچ بیان کر دیا تو ان تمام چیزوں کو ان سے واپس لے کر آپ نے ان کو کسی قسم کی سزا نہ دی اور معاف فرمادیا۔

علمی مرکزیت

باوجود یہ کہ آپ کی عمر بہت مختصر ہوئی یعنی صرف اٹھائیس بر س مگر اس محدود اور مشکلات سے بھری ہوئی زندگی میں بھی آپ کے علمی فیوض کے دریا نے بڑے بڑے بلند پایہ علماء کو سیراب ہونے کا موقع دیا نیز زمانے کے فلاسفہ کا جو دہریت اور الحاد کی تبلیغ کر رہے تھے مقابلہ فرمایا جس میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ ان میں ایک اسحٰق کندی کاواقعہ یہ ہے کہ یہ شخص قران مجید کے ایات کے باہمی تناقص کے متعلق ایک کتاب لکھ رہاتھا۔ یہ خبر امام حسن عسکری علیہ السّلام کو پہنچی اور آپ موقع کے منتظر ہو گئے۔ اتفاق سے ایک روز ابو اسحٰق کے کچھ شاگرد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں کوئی اتنا سمجھدارادمی نہیں جو اپنے استاد کندی کو ا س فضول مشغلے سے روکے جو انھوں نے قران کے بارے میں شروع کر رکھا ہے , ان طلاّب نے کہا , حضور! ہم تو ان کے شاگرد ہیں , ہم بھلا ان پر کیا اعتراض کرسکتے ہیں؟ حضرت علیہ السّلام نے فرمایا! اتنا تو تم کرسکتے ہو جو کچھ باتیں میں تمھیں بتاؤں وہ تم ان کے سامنے پیش کردو , طلاب نے کہا!جی ہاں ہم اتنا کرسکتے ہیں۔ حضرت نے کچھ ایتیں قران کی جن کے متعلق باہمی اختلاف کا تو ہم ہو رہا تھا پیش فرما کر ان سے کہا کہ تم اپنے استاد سے اتنا پوچھو کہ کیا ان الفاظ کے بس یہی معنی ہیں جن کے لحاظ سے وہ تنا قص ثابت کر رہے ہیں اور اگر کلام ِ عرب کے شواہد سے دوسرے متعارف معنٰی کل ائیں جن کے بنا پر الفاظ قران میں باہم کوئی اختلافات نہ رہے تو پھر انھیں کیا حق ہے کہ وہ اپنے ذہنی خود ساختہ معنی کو متکلم قرآنی کی طرف منسوب کرکے تناقص واختلاف کی عمارت کھڑی کریں , اس ذیل میں آپ نے کچھ شواہد کلامِ عرب کے بھی ان طلاّب کے ذہن نشین کرائے۔ ذہین طلاّ ب نے وہ پوری بحث اور شواہد کے حوالے محفوظ کرلیے اور اپنے استاد کے پاس جا کر ادھر اُدھر کی باتوں کے بعد یہ سوالات پیش کر دیے۔ آدمی بہرحال وہ منصف مزاج تھا اس نے طلاّ ب کی زبانی وہ سب کچھ سنا اور کہا کہ یہ باتیں تمھاری قابلیت سے بالا تر ہیں۔ سچ سچ بتانا کہ یہ تمھیں معلوم کہاں سے ہوئیں پہلے تو ان طالب علموں نے چھپانا چاہا اور کہا کہ یہ چیزیں خو د ہمارے ذہن میں ائی ہیں مگر جب اس نے سختی کے ساتھ انکار کیا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا تو انھوں نے بتایا کہ ہمیں ابو محمد، حسن عسکری علیہ السّلام نے یہ باتیں بتائی ہیں یہ سن کر اس نے کہا کہ سوائے اس گھرانے کے اور کہیں سے یہ معلومات حاصل ہی نہیں ہو سکتے تھے۔ پھر اس نے اگ منگوائی اور جو کچھ لکھا تھا ،نذر اتش کر دیا ایسے کتنے ہی علمی اور دینی خدمات تھے جو خاموشی کے ساتھ انجام پا رہے تھے اور حکومت وقت جو محافظت اسلام کی دعویدار تھی۔ اپنے عیش وطرب کے نشے میں مدہوش تھی یا پھر چونکتی تھی بھی تو ایسے مخلص حامی اسلام کی طرف سے اپنی سلطنت کے لیے خطرہ محسوس کرکے ان پر کچھ پابندیاں بڑھادیے جانے کے احکام نافذ کرتی تھی , مگر اس کو ہِ گراں کے صبرو استقلال میں فرق نہ ایا تھا۔ جو امع حدیث میں محدثین اسلام نے آپ کی سند سے احادیث نقل کیے ہیں ان میں سے ایک خاص حدیث شراب خواری کے متعلق ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ شارب الخمر کعابد الصنم«» شراب پینے والا مثل بت پرست کے ہے۔ اس کو ابن الجوزی نے اپنی کتاب تحریم الخمر میں سند ِ متصل کے ساتھ درج کیا ہے اور ابو نعیم فضل بن وکیل نے کہ ہے کہ یہ حدیث صحیح ثابت ہے جس کی اہلبیت علیہ السّلام طاہرین نے روایت کی ہے اور صحابہ میں سے ایک گروہ نے بھی اس کی رسول خدا سے روایت کی ہے جیسے ابن عباس , ابو ہریرہ , احسان بن ثابت , سلمی اور دوسرے حضرات۔ سمعانی نے کتاب النساب میں لکھا ہے کہ »ابو محمد احمد بن ابراہیم بن ہاشم علوی بلاذری حافظ واعظ نے مکہ معظمہ میں امام اہل بیت ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن علی موسیٰ الرضا علیہ السّلام سے احادیث سن کر قلم بند کیے - ان کے علاوہ حضرت علیہ السّلام کے تلامذہ میں سے چند باوقار ہستیوں کے نام درج ذیل ہیں جن میں سے بعض نے حضرت علیہ السّلام کے علمی افادات کو جمع کر کے کچھ کتابیں بھی تصنیف کیں۔

1. ابو ہاشم داؤد بن قاسم جعفری سن رسیدہ عالم تھے۔ انھوں نے امام رضا علیہ السّلام سے امام حسن عسکری علیہ السّلام تک چار اماموں کی زیارت کی اور ان بزرگواروں سے فیوض بھی حاصل کیے وہ امام کی طرف سے نیابت کے درجہ پر فائز تھا۔
2. داؤد بن ابی زید نیشاپوری امام علی نقی علیہ السّلام کے بعد امام حسن عسکری علیہ السّلام کی صحبت سے شرف یاب ہوئے۔
3. ابو طاہر محمد بن علی بن بلال۔

4. ابو العباس عبد اللہ بن جعفر حمیری قمی بڑے بلند پائہ عالم بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔ جن سے قرب السناد کتاب اس وقت تک موجود ہے اور کافی وغیرہ کے ماخذوں میں سے ہے۔
5. محمد بن احمد جعفر قمی حضرت علیہ السّلام کے خاص نائبین میں سے تھے۔
6. جعفر بن سہیل صقیل۔ یہ بھی نائب خاص ہونے کا شرف رکھتے تھے۔
7. محمد بن حسن صفارقمی , بڑے بلند مرتبہ کے عالم متعدد کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے بصائر الدرجات مشہور کتاب ہے , انھوں نے امام حسن عسکری علیہ السّلام کی خدمت میں تحریر ی مسائل بھیج کر ان کے جوابات حاصل کیے۔
8. ابو جعفر ہامنی برمکی نے امام حسن عسکری علیہ السّلام سے مسائلُ فقہ کے جوابات حاصل کرکے کتاب مرتب کی۔
9. ابراہیم بن ابی حفص ابو اسحٰق کاتب حضرت علیہ السّلام کے اصحاب میں سے ایک کتاب کے مصنف ہیں۔
10. ابراہیم بن مہر یار مصنف کتاب البشارت۔
11. احمد بن ابراہیم بن اسمعٰیل بن داؤد بن حمدان الکاتب الندیم علم لغتوادب کے مسلّم استاد تھے اور بہت سی کتابوں کے مصنف تھے , حضرت امام حسن عسکری علیہ السّلام سے خاص خصوصیت رکھتے تھے۔
12. احمد بن اسحٰق الاشعری ابو علی القمی بڑے پایہ کے مستند ومسلّم عالم تھے،ان کی تصانیف میں سے علل الصوم اور دیگر متعدد کتابیں تھیں۔ یہ چند نام بطور مثال درج کیے گئے ہیں اگر تمام ان افراد کاتذکرہ کیا جائے تو اس کے لیے مستقل تصنیف کی ضرورت ہے , خصوصیت کے ساتھ تفسیر قران میں ابو علی حسن بن خالد بن محمد بن علی برقی نے آپ کے افادیت سے ایک ضخیم کتاب لکھی جسے حقیقت میں خود حضرت علیہ السّلام ہی کی تصنیف سمجھنا چاہیے یعنی حضرت علیہ السّلام بولتے جاتے تھے اور وہ لکھتے جاتے تھے , علمائ نے لکھا ہے کہ یہ کتاب ایک سوبیس اجزا پر مستمل تھی۔

افسوس ہے کہ یہ علمی ذخیرہ اس وقت ہاتھوں میں موجود نہیں ہے۔ ممکن ہے وہ اسی سے ماخوذ ہوں لیکن ایک کتاب جوتفسیر امام حسن عسکری علیہ السّلام کے نام سے شائع شدہ موجود ہے اگر وہ مذکورہ بالاذخیرۂ علمی سے الگ ہے۔ اس کاپتہ صرف چوتھی صدی ہجری سے چلتا ہے اور شیخ صدوق محمد بن بابو یہ قمی رحمۃ اللہ نے اس کو معتبر سمجھا ہے مگر ان کے پیش رو افراد جن سے موصوف نے اس تفسیر کو نقل کیا ہے بالکل مجہول الحال ہیں۔ بہرحال اس تفسیر کے متعلق علامہ رجال مطمئن نہیں ہیں۔ جہاں تک غور کیا جاتا ہے اس کی نسبت امام حسن عسکری علیہ السّلام طرف صحیح نہیں معلوم ہوتی , ہاں بے شک آپ کا ایک طویل مکتوب اسحٰق بن اسمٰعیل اشعری کے نام اور کافی ذخیرہ مختصر حکیمانہ مقولات اور مواعظ وتعلیمات کتاب تحف العقول میں محفوظ ہے جو اس وقت بھی اہل نظر کے لیے سرمۂ چشم بصیرت ہے۔ یہ علمی کارنامے اس حالت میں ہیں جب کہ مجموعی عمر آپ کی 28 برس سے زیادہ نہ ہو سکی اور اپنے والد بزرگوار کے بعد صرف چھ برس امامت کے منصب پر فائز رہے اور وہ بھی ان مشکلات کے شکنجہ میں جن کاتذکرہ ہو چکا ہے۔

شہادت

تقریباً اٹھائیس سال کی عمر میں، امام حسن عسکری 1 یا 8 ربیع الاول 260 ہجری (25 دسمبر 873 یا 1 جنوری 874) کو ایک ہفتے کی بیماری کے بعد وفات پا گئے۔ شیعہ اس موقع پر 8 ربیع الاول کو یاد کرتے ہیں۔ شیعہ ذرائع عام طور پر ان کی موت کو خلیفہ المعتمد کی سازش سے زہر دینے کی وجہ قرار دیتے ہیں۔ بیماری کے دوران، بہت سے معروف علوی اور عباسی شخصیات نے ان کی عیادت کی اور خلیفہ نے بھی اپنے ڈاکٹروں اور خادموں کو امام کی خدمت کے لیے بھیجا۔ تاہم، چونکہ امام حسن عسکری کا کوئی واضح وارث نہیں تھا، طباطبائی کا کہنا ہے کہ خلیفہ کا مقصد امام کی نگرانی کرنا تھا اور بعد میں ان کی وفات کے بعد ان کی اولاد کی تلاش جاری رکھی۔ حسین، امیر معزی اور سچدینہ بھی اسی طرح کے بیانات پیش کرتے ہیں۔



عراق کے شہر سامرا میں امام عسکری علیہ السلام کا مزار، 2006 کے بم دھماکے سے پہلے

امام حسن عسکری کو ان کے والد، علی الہادی کے ساتھ ان کے خاندانی گھر میں دفن کیا گیا۔ بعد میں اس گھر کو مختلف شیعہ اور سنی سرپرستوں نے ایک بڑے مزار میں تبدیل کر دیا۔ حالیہ دور میں، ناصر الدین شاہ قاجار نے 1868-9 میں اس کمپلیکس کو دوبارہ تعمیر کرنے کا حکم دیا اور 1905 میں سنہری گنبد کا اضافہ کیا گیا۔ اس مزار میں ان کی پھوپھی، حکیمہ خاتون کی قبر بھی موجود ہے۔ شیعہ زائرین کے لیے ایک اہم مقام ہونے کی وجہ سے، اس مزار کو فروری 2006 میں بم دھماکے سے شدید نقصان پہنچا۔ 13 جون 2007 کو ایک اور حملہ ہوا جس سے مزار کے دو مینار تباہ ہو گئے۔ عراق میں حکام اس حملے کا ذمہ دار القاعدہ کو ٹھہراتے ہیں۔

جانشینی

11ہویں شیعہ امام، امام حسن عسکری 873-874 میں اپنے بیٹے مہدی کو امام منتخب کیا اور انتقال کر گئے، مگر کچھ شیعوں کو چھوڑ کر بہت سے شیعوں کو اس کی خبر نہیں تھی جس سے وسیع پیمانے پر الجھن (حیرہ) پیدا ہوئی اور شیعہ برادری بیس فرقوں میں بٹ گئی۔ تاہم، یہ تمام فرقے سو سال کے اندر اندر ختم ہو گئے سوائے 12 امامی شیعہ کے۔ ان میں سے کچھ کا ماننا تھا کہ امامت امام عسکری کے ساتھ ختم ہو گئی اور واقفیہ کا کہنا تھا کہ وہ بعد میں مہدی کے طور پر ظاہر ہوں گے۔ دوسروں نے نتیجہ اخذ کیا کہ محمد بن الہادی، امام عسکری کے ایک مرحوم بھائی، حقیقی امام تھے۔ کچھ نے امام عسکری کے ایک اور بھائی جعفر بن الہادی کی امامت کو قبول کیا، جنھوں نے اپنے والد الہادی کی وفات کے بعد خود امامت کا دعویٰ کیا تھا لیکن ناکام رہے۔ کچھ کا ماننا تھا کہ بارہویں امام آخر الزمان میں امام عسکری کی نسل سے پیدا ہوں گے۔

غیبت

وہ گروہ جو بعد میں 12 امامی شیعہ بن گیا، کا ماننا تھا کہ امام عسکری کا ایک بیٹا تھا، جس کا نام ابو القاسم محمد تھا، جو پیغمبر کا بھی نام تھا۔ تقریباً 255 ہجری (868 عیسوی) میں پیدا ہوئے، انھیں محمد المہدی (یعنی 'صحیح طور پر ہدایت یافتہ') کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ عباسیوں کے ظلم و ستم کے خوف سے، محمد کو عوام سے چھپایا گیا اور ان کے وجود کا علم صرف امام عسکری کے چند قابل اعتماد ساتھیوں کو تھا۔ اپنے والد کی وفات کے بعد، کہا جاتا ہے کہ محمد نے اپنے والد کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے اپنی واحد عوامی ظاہری شکل دی، بجائے اپنے چچا جعفر کے۔ اس کے بعد انھیں عوامی طور پر نہیں دیکھا گیا اور ظلم و ستم کے خوف سے غیبت میں چلے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سامرا میں خاندانی گھر میں ہوا، جہاں اس وقت ایک مسجد موجود ہے، جس کے نیچے ایک تہ خانہ (سرداب) ہے جو ایک کنویں (بئر الغیبہ، یعنی 'غیبت کا کنواں') کو چھپاتا ہے، جس میں کہا جاتا ہے کہ المہدی غائب ہو گئے۔

امام عسکری کی وفات کے فوراً بعد، ان کے اہم نمائندے (وکیل) عثمان العمری نے دعویٰ کیا کہ وہ غائب امام مہدی کے باب (یعنی 'دروازہ') ہیں۔ یہ شیعوں کے لیے شاید کوئی بڑی تبدیلی نہیں تھی۔ درحقیقت، دسویں اور گیارہویں امام بھی شیعوں کی اکثریت کے لیے غیبت میں ہی تھے، کیونکہ دونوں امام سامرا میں عباسی خلفاء کے زیر نگرانی تقریباً الگ تھلگ رہتے تھے۔ عثمان نے درخواستیں وصول کیں اور ان کے جوابات فراہم کیے، کبھی کبھار تحریری طور پر۔ دفتری کے مطابق، یہ جوابات عثمان کے ہاتھ سے لکھے ہوئے تھے، جبکہ حسین کا کہنا ہے کہ عثمان کی وفات کے بعد بھی لکھائی اور انداز میں کوئی تبدیلی نہیں آئی، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ جوابات امام مہدی کے لکھے ہوئے تھے۔ حسین کے مطابق، یہ مستقل مزاجی ان کے پیروکاروں کے درمیان اس بات پر اتفاق کی جزوی وضاحت کرتی ہے کہ کب غیبت کبریٰ کا آغاز ہوا۔

عثمان نے بعد میں اپنے بیٹے ابو جعفر محمد بن عثمان کو امام مہدی کے اگلے نمائندے کے طور پر متعارف کرایا۔ اس کے بعد انھوں نے ابو القاسم حسین بن روح النوبختی کو اگلا نمائندہ نامزد کیا۔ تقریباً ستر سال بعد، یہ غیبت صغریٰ (الغیبۃ الصغری) کا دور ابو الحسن علی بن محمد السمری کی وفات کے ساتھ ختم ہوا، جنھیں کہا جاتا ہے کہ 329 ہجری (941 عیسوی) میں امام مہدی کی طرف سے ایک خط موصول ہوا۔ اس خط میں ابو الحسن کی چھ دن میں موت کی پیش گوئی کی گئی تھی اور غیبت کبریٰ (الغیبۃ الکبری) کے آغاز کا اعلان کیا گیا تھا، جو خط کے مطابق اس وقت تک جاری رہے گی جب تک اللہ امام مہدی کو دوبارہ ظاہر ہونے کی اجازت نہیں دیتا، جب زمین ظلم و ستم سے بھر جائے گی۔ یہ بھی نوٹ کیا گیا ہے کہ ابتدائی شیعہ ذرائع میں ان نمائندوں کی تعداد چار تک محدود نہیں تھی اور مومن کا کہنا ہے کہ سابقہ وکلا کا نیٹ ورک غالباً غیبت صغریٰ کے دوران بھی کام کرتا رہا۔

حوالہ جات

1. شواہد النبوۃ: صفحہ 210۔
2. صواعق محرقہ: صفحہ 124۔
3. نورالابصار: صفحہ 110۔
4. جلاء العیون: صفحہ 295۔
5. نجم الحسن کراروی: چودہ ستارے، صفحہ 531۔ مطبوعہ لاہور، 1393ھ/ 1973ء
6. Baqir Shareef Al-Qurashi. The Life of Imam ‘Ali al-Hadi, Study and Analysis. Abdullah al-Shahin. Qum: Ansariyan Publications. 6 اکتوبر 2014 کو اصل سے آرکائیو کیا گیا۔ اخذ شدہ بتاریخ 25 ستمبر 2014
7. Mohammad Koleini (1362). Osule Kafi. Tehran: Islamie. ج 1۔ ص 509 & 285

مراجع

- ابن طلحہ، مطالب السؤول، نجف، 1371ق، ج2، ص78؛ سبط ابن جوزی، تذکرۃ الخواص، نجف، 1383ق، ص362؛ البتہ بعض مآخذ میں یہ نام امام هادیؑ کی والدہ کا مذکور ہوا ہے(نوبختی، فرق الشیعہ، ص93) اور بعض نے یہ نام امام زمانہ کی والدہ کا ذکر کیا ہے (ابن ابی الثلج، «تاریخ الائمہ» مجموعہ نفیسہ، قم، 1396ق، ص26)
- نوبختی، فرق الشیعہ، نجف 1355ق، ص96؛ کہا گیا ہے کہ اس کنیز کا نام عسفان تھا بعد میں امام ہادی نے اس کا نام تبدیل کر کے حدیث رکھا۔
- کلینی، کافی، علی اکبر غفاری، تہران، 1391ق، ج1، ص503؛ مفید، الارشاد، قم، 1414ق، ج2، ص313
- مسعودی، اثبات الوصیہ، بیروت 1409ق، ص258
- حسین بن عبد الوہاب، عیون المعجزات، نجف 1369ق، ص123
- طبسی، حیاہ الامام العسکری، ص320-324